شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کر دے اور تمہیں ذکرِ الٰہی اور نماز سے باز رکھے۔ تو کیا تم باز آجانے والے ہو؟ (المائدہ: ۹۲)

حیا تو سراسر خیر اور بھلائی ہے (صحیح مسلم)

ممبران رسالہ النداء

فہرست مضامین

فہرست مضامین	صفحہ نمبر

اگر آپ خدام الاحمدیہ کینیڈا کے ماہانہ رسالہ النداء میں کوئی مضمون یا اپنی کوئی نظم بھجوانا چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل ای میل پر ہم سے رابطہ کریں۔

ISHAAT@KHUDDAM.CA

قال اللہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٦﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم اپنے ہی نفوس کے ذمہ دار ہو۔ جو گمراہ ہو گیا تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اگر تم ہدایت پر رہو۔ اللہ ہی کی طرف تم سب کا لَوٹ کر جانا ہے۔ پس وہ تمہیں اس سے آگاہ کرے گا جو تم کیا کرتے تھے۔

سورۃ المائدۃ، آیت 106

قال الرسول ﷺ

حَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ، - يَعْنِي ابْنَ يُوسُفَ - عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ كُنَّا لاَ نَدْرِي مَا نَقُولُ إِذَا جَلَسْنَا فِي الصَّلاَةِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ عَلِمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ . قَالَ شَرِيكٌ وَحَدَّثَنَا جَامِعٌ، - يَعْنِي ابْنَ شَدَّادٍ - عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، بِمِثْلِهِ قَالَ وَكَانَ يُعَلِّمُنَا كَلِمَاتٍ وَلَمْ يَكُنْ يُعَلِّمُنَاهُنَّ كَمَا يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ " اللَّهُمَّ أَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِنَا وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلاَمِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِكْ لَنَا فِي أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوبِنَا وَأَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِينَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِينَ بِهَا قَابِلِيهَا وَأَتِمَّهَا عَلَيْنَا " .

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ جب ہم نماز میں بیٹھیں تو کیا کہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا، پھر راوی نے اسی طرح کی روایت ذکر کی۔ شریک کہتے ہیں: ہم سے جامع یعنی ابن شداد نے بیان کیا کہ انہوں نے ابووائل سے اور ابووائل نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل روایت کی ہے اس میں (اتنا اضافہ) ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں چند کلمات سکھاتے تھے اور انہیں اس طرح نہیں سکھاتے تھے جیسے تشہد سکھاتے تھے اور وہ یہ ہیں: ”اے اللہ! تو ہمارے دلوں میں الفت و محبت پیدا کر دے، اور ہماری حالتوں کو درست فرما دے، اور راہ سلامتی کی جانب ہماری رہنمائی کر دے اور ہمیں تاریکیوں سے نجات دے کر روشنی عطا کر دے، آنکھوں، دلوں اور ہماری بیوی بچوں میں برکت عطا کر دے، اور ہماری توبہ قبول فرما لے تو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہے، اور ہمیں اپنی نعمتوں پر شکر گزار و ثناخواں اور اسے قبول کرنے والا بنا دے، اور اے اللہ! ان نعمتوں کو ہمارے اوپر کامل کر دے“۔

سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب التَّشَهُّدِ، حدیث نمبر 969

کلام الامام امام الکلام

اصل تقویٰ دنیا سے اُٹھ گیا ہے

اصل تقویٰ جس سے انسان دھویا جاتا ہے اور صاف ہوتا ہے اور جس کے لئے انبیاء آتے ہیں وہ دنیا سے اٹھ گیا ہے کوئی ہوگا جو قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (الشمس:۱۰) کا مصداق ہوگا۔ پاکیزگی اور طہارت عمدہ شَے ہے انسان پاک اور مطہر ہو تو فرشتے اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔ لوگوں میں اس کی قدر نہیں ہے ورنہ ان کی لذّات کی ہر ایک شَے حلال ذرائع سے ان کو ملے۔ چور چوری کرتا ہے کہ مال ملے لیکن اگر وہ صبر کرے تو خدا اسے اور راہ سے مالدار کر دے۔ اسی طرح زانی زنا کرتا ہے اگر صبر کرے تو خدا اس کی خواہش کو اور راہ سے پوری کر دے جس میں اس کی رضا حاصل ہو۔ حدیث میں ہے کہ کوئی چور چوری نہیں کرتا مگر اس حالت میں کہ وہ مومن نہیں ہوتا اور زانی زنا نہیں کرتا مگر اس حالت میں کہ وہ مومن نہیں ہوتا جیسے بکری کے سر پر شیر کھڑا ہو تو وہ گھاس بھی نہیں کھا سکتی تو بکری جتنا ایمان بھی لوگوں کا نہیں ہے اصل جڑ اور مقصود تقویٰ ہے جسے وہ عطا ہو تو سب کچھ پا سکتا ہے بغیر اس کے ممکن نہیں ہے کہ انسان صغائر اور کبائر سے بچ سکے۔ انسانی حکومتوں کے احکام گناہوں سے نہیں بچا سکتے۔ حکّام ساتھ ساتھ تو نہیں پھرتے کہ ان کو خوف رہے۔ انسان اپنے آپ کو اکیلا خیال کر کے گناہ کرتا ہے ورنہ وہ کبھی نہ کرے اور جب وہ اپنے آپ کو اکیلا سمجھتا ہے اس وقت وہ دہریہ ہوتا ہے اور یہ خیال نہیں کرتا کہ میرا خدا میرے ساتھ ہے وہ مجھے دیکھتا ہے ورنہ اگر وہ یہ سمجھتا تو کبھی گناہ نہ کرتا۔ تقویٰ سے سب شَے ہے۔

ملفوظات جلد ۳، صفحہ ۴۲۰، ۴۲۱

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اس کے علاوہ کئی اَور بُرائیاں اور گناہ ہیں جو آج کے معاشرے میں بد اخلاقیاں پھیلانے کا باعث ہیں۔ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ روز بروز بڑھ رہی ہیں۔ مثلاً انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کا غلط استعمال عام ہوتا جارہا ہے جس میں لڑکے اور لڑکیوں کی آن لائن آپس میں نامناسب chatting شامل ہے۔ اسی طرح انٹرنیٹ کے ذریعہ سے بے ہودہ اور بد اخلاقیوں سے پُر فلمیں دیکھی جاتی ہیں جس میں pornography بھی شامل ہے۔ سگریٹ پینا اور شیشہ کا استعمال بھی پھیلنے والی برائیوں میں شامل ہے۔

اس کے علاوہ اس بات کو یاد رکھیں کہ بعض اوقات جائز چیزوں کا غلط استعمال بھی نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک شخص آدھی رات تک ٹی وی دیکھتا رہے یا انٹرنیٹ استعمال کرتے ہوئے جاگتا رہے اور اس کی فجر کی نماز ضائع ہو جائے۔ اگرچہ وہ اچھے پروگرام ہی کیوں نہ دیکھ رہا ہو اِس کے باجود اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ نیکی اور تقویٰ سے دُور ہو رہا ہے۔ پس اس پہلو سے ایک جائز چیز بھی برائی میں شمار ہو گئی جو ایک حقیقی مسلمان کے معیار سے مطابقت نہیں رکھتی۔ پس بنیادی طور پر اگر کسی بھی کام یا چیز کے زہریلے یا نقصان دہ اثرات کسی کے ذہن پر پڑتے ہوں تو قرآن مجید کے مطابق وہ چیز یا کام لغو شمار ہو گا۔“

مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان کے نیشنل اجتماع کے موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب، فرمودہ ۲۶ ستمبر ۲۰۱۶ء

اشاعتِ فحشاء ایک جرم

انسانی نفسیات اس طرز پر واقع ہوئی ہے کہ اگر فحش باتیں پھیلنے لگیں تو لوگ فحاشی پر دلیر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب نوجوان سنتے ہیں کہ فلاں فلاں ایسے کام کرتا ہے تو عین ممکن ہے کہ وہ بھی ایسے کام کرنے لگ جائیں۔

ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل، ۱۲ فروری ۲۰۲۲

> عموماً سب لوگ چوری ڈاکے وغیرہ جیسے بُرے افعال سے نفرت کرتے ہیں لیکن باوجود اس کے اگر ان کا ذکر لوگوں میں کثرت سے ہونے لگے تو تھوڑے ہی دنوں میں چوری اور ڈاکے کی وارداتیں زیادہ ہونے لگیں گی۔

اشاعت فحشا ایک متعدی بیماری کی طرح معاشرے کو بیمار کر دیتی ہے۔ انسانی نفسیات اس طرز پر واقع ہوئی ہے کہ اگر فحش باتیں پھیلنے لگیں تو لوگ فحاشی پر دلیر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب نوجوان سنتے ہیں کہ فلاں فلاں ایسے کام کرتا ہے تو عین ممکن ہے کہ وہ بھی ایسے کام کرنے لگ جائیں۔ پس اسلام نے منع کیا ہے کہ بُری باتیں مجالس میں نہ کی جائیں ورنہ وہی برائیاں لوگوں میں پھیل جائیں گی۔ مثلاً عموماً سب لوگ چوری ڈاکے وغیرہ جیسے بُرے افعال سے نفرت کرتے ہیں لیکن باوجود اس کے اگر ان کا ذکر لوگوں میں کثرت سے ہونے لگے تو تھوڑے ہی دنوں میں چوری اور ڈاکے کی وارداتیں زیادہ ہونے لگیں گی۔ مغربی میڈیا اور اب مشرقی میڈیا بھی بے حیائی کی خبروں کو خوب اچھالتا ہے۔ اس سے بے حیائی کے جرائم کم ہونے کی بجائے اَور زیادہ ہو جاتے ہیں۔ ہر سال کے اعداد و شمار پہلے سال سے بڑھ جاتے ہیں۔ یہ سب اشاعت فحشا کے بداثرات ہیں۔

حدیث مبارکہ میں یہ مضمون ایک اور رنگ میں بھی بیان ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكَهُمْ۔ (مسلم کتاب البر والصلہ) کہ جب کوئی کہتا ہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو دراصل وہ خود لوگوں کو ہلاک کرتا ہے۔ بعض لوگ خود احساس کمتری میں مبتلا ہوتے ہیں یا ان کے اندر منافقت پائی جاتی ہے۔ وہ جب مومنوں میں کوئی بات دیکھتے ہیں تو شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ فلاں لوگ اپنی بد عملی میں تباہی کی حد کو پہنچ چکے ہیں۔ اس طرح وہ لوگوں میں مایوسی اور بے چینی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہلاکت کا بیج بونا چاہتے ہیں۔ اگرچہ وہ بعض اوقات مظلوم کی مدد کے نام پر ایسی بے حیائی کی باتیں کرتے اور معاشرے میں پھیلاتے ہیں لیکن پس پردہ وہ خود بعض کمزوروں کو ہلاک کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ کوئی کمزور شخص ان کی باتوں میں آ کر اپنا ایمان کھو دے اور ہلاک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی باتیں کرنے والے بھی اس کے ذمہ دار ٹھہریں گے۔ اس حدیث مبارکہ میں لفظ أَهْلَكُهُمْ کو اگر پیش سے پڑھیں تو اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ ایسی بے چینی کی باتیں پھیلانے والے دراصل خود ہلاک شدہ ہوتے ہیں۔ ان کے دل مردہ ہو چکے ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی ایمان سے بے نصیب کر کے ان کے دلوں میں نفاق کا بیج بو دیں۔

شریعت اس موقع پر یہ تعلیم دیتی ہے وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (النساء: ۸۴) اور جب بھی ان کے پاس کوئی امن یا خوف کی بات آئے تو وہ اُسے مشتہر کر دیتے ہیں۔ اور اگر وہ اسے (پھیلانے کی بجائے) رسول کی طرف یا اپنے میں سے کسی صاحبِ امر کے سامنے پیش کر دیتے تو ان میں سے جو اُس سے استنباط کرتے وہ ضرور اُس (کی حقیقت) کو جان لیتے۔

یعنی اگر کسی کے علم میں کوئی بُری بات آئے تو اسے چاہیے کہ اولی الامر، حکام بالا یا ذمہ دار افسران تک پہنچا دے جو اصلاح احوال کی تدابیر کرنے والے ہیں یا سزا دینے کے مجاز ہیں۔ اور خود خاموش رہے اور ایسی بات کو آگے مت پھیلائے۔ اس طرح بدی کی تشہیر نہیں ہوگی، قوم کا کردار محفوظ رہے گا اور لوگوں کی اصلاح بھی ہو جائے گی۔ اگر ایسا نہ کیا جائے اور ہر شخص کو اجازت ہو کہ وہ دوسرے کا جو عیب بھی سنے اسے بیان کرتا پھرے تو اس کے نتیجے میں دلوں سے بدی کا احساس مٹ جاتا اور برائی پر دلیری پیدا ہونے لگتی ہے۔

اشاعت فحشا کا جرم کوئی معمولی جرم نہیں بلکہ شریعت نے اسے سنگین جرائم میں

شمار کیا ہے۔ کسی پاکدامن پر بغیر چار گواہوں کے الزام لگانے پر حد قذف یعنی ۸۰ کوڑوں کی سزا مقرر ہے جو زنا کی سزا کے قریب قریب ہے۔ اسی طرح ایسی باتوں کو پھیلانے پر یعنی اشاعت فحشا کا ارتکاب کرنے پر بھی یہ سزا دی جا سکتی ہے۔ چنانچہ واقعہ افک جس میں حضرت عائشہؓ پر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے جب نعوذباللہ بدکاری کا الزام لگایا تو جن لوگوں نے اس کی تشہیر کی ان کو رسول اللہ ﷺ نے ۸۰۔ ۸۰ کوڑے لگوائے۔ اگر ایسے لوگ توبہ نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کی شدید ناراضگی کا موجب بنتے ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (النور: ۲۰) یقیناً وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں جو ایمان لائے بے حیائی پھیل جائے اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور اللہ جانتا ہے جبکہ تم نہیں جانتے۔

(مضمون: اشاعت فحشا ایک سنگین جرم، الفضل انٹرنیشنل، ۱۲ فروری ۲۰۲۲)

حیا اسلام کا بنیادی خلق ہے

حیا ایک ایسا پاکیزہ خلق ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے اسلام کا بنیادی خلق قرار دیا ہے۔ فرمایا: اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا، وَاِنَّ خُلُقَ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ (سنن ابن ماجہ) ہر دین کا ایک خاص خلق ہوتا ہے اسلام کا خلق حیا ہے۔ فرمایا: اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ۔ (صحیح مسلم) کہ حیا تو سراسر خیر اور بھلائی ہے۔ حیا کا الٹ بے حیائی ہے جو سراسر شر اور فساد ہے۔ اسی لیے فرمایا جس میں حیا باقی نہ رہے وہ جو چاہے کرتا رہے۔

"بے حیاء باش ہرچہ خواہی کن"

بے حیا گویا مجسم شیطان بن جاتا ہے۔ کوئی نصیحت اس پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ پس ایک حیادار شخص اگر کسی کی بے حیائی کی بات سنے گا تو اس سے کراہت کرے گا اور ایسی بُری بات کا ہرگز کسی سے ذکر نہیں کرے گا۔ اس کی حیا اس بات کی مانع ہو گی کہ اس کی زبان سے ایسی بے ہودہ اور بے حیائی کی بات نکلے۔ لیکن ایک بے حیا شخص ایسی بات سن کر خوش ہوگا اور دوسروں کو بتائے گا۔ جتنا وہ بے حیا ہوگا اسی قدر دوسروں تک پہنچائے گا اور اس میں لذت اور سرور محسوس کرے گا۔ اس طرح وہ اشاعت فحشا کا مرتکب ہوگا۔

(مضمون: اشاعت فحشا ایک سنگین جرم، الفضل انٹرنیشنل، ۱۲ فروری ۲۰۲۲)

نسلی تعصب سے پاک اسلامی اخلاقی اصولوں کی اہمیت اور پیغام

جب خیبر کا قلعہ فتح ہوا تو اُس کے بعد حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کا نکاح حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا۔ چنانچہ اس نکاح کے بعد اُس سفر سے واپسی پر حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ جس اونٹنی پر سوار تھے اس سواری کے پیچھے حضرت صفیہؓ کو بھی پیچھے بٹھالیا۔ جو باتیں اس عرصے میں ہوئیں اُن میں سے ایک خاص موضوع پر جو گفتگو آپؐ نے فرمائی وہ احادیث میں محفوظ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ صفیہ! میں تم سے بہت معذرت خواہ ہوں اور دل کی گہرائی سے معذرت کرتا ہوں اس بات پر جو میں نے تمہاری قوم کے ساتھ کی یعنی یہودیوں کا قلعہ خیبر جو فتح کیا اور اس دوران جو یہود کے ساتھ سختی کی گئی اُس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صفیہؓ سے آنحضرت ﷺ نے معذرت فرمائی۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ میں تمہیں یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ اس واقعہ سے پہلے تمہاری قوم نے مجھ سے کیا سلوک کیا تا کہ تمہیں یہ غلط فہمی نہ رہے کہ گویا میں نے کسی تعصّب کے نتیجے میں ناواجب ظلم کے طور پر قلعہ خیبر پر حملہ کیا اور اس کو تاخت و تاراج کیا۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے آغاز سے لے کر اس وقت تک کے یہود قبائل کے ان مظالم کا اور ظلم و ستم کا ذکر کرنا شروع فرمایا جو شروع سے ہی وہ کرتے چلے آئے تھے اور پھر اپنی ذات سے متعلق خصوصیت سے حضرت صفیہؓ کو بتایا کہ کس طرح میرے اوپر یہ لوگ ذاتی حملے کرتے رہے اور میری کردارکُشی کرتے رہے اور گالیاں دیتے رہے اور اس ساری گفتگو کا مقصد یہ تھا کہ نکاح کے بعد جو خاتون گھر میں تشریف لارہی ہیں اُن کے دل پر کسی قسم کی غلط فہی کا داغ نہ رہے اور آنحضرت ﷺ کی اس شخصیت کے متعلق کسی قسم کی کوئی بھی غلط فہی باقی نہ رہے۔

ان دنوں چونکہ عراق کا معاملہ زیر بحث ہے، عراق اور کویت کا جو جھگڑا چلا ہے اس ضمن میں میں نے کئی خطبات اس موضوع پر دیئے کہ مغربی قومیں ان مسلمان ممالک سے کیا کر رہی ہیں۔ اس دوران مجھے بھی بارہا یہ خیال آیا کہ وہ احمدی مسلمان جو مغربی قوموں سے تعلق رکھتے ہیں اُن کے دل میں کہیں یہ وہم پیدا نہ ہو کہ ہم نسلی اختلافات کی وجہ سے اس طرح مغرب کو تنقید کا نشانہ بنارہے ہیں اور احمدیوں کے اندر بھی گویا دبا ہوا نسلی تعصب موجود ہے۔ پس سب سے پہلے تو میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد ﷺ کے پیغامات میں سے ایک اہم پیغام یہ تھا جسے آپ نے اپنی زبان سے بھی دیا اور اپنے فعل سے بھی اس کی سچائی ثابت فرمائی کہ مذہب کا نسلی اختلافات سے کوئی تعلق نہیں اور مذہب اس بات کو برداشت نہیں کرسکتا کہ تعصب کے نتیجے میں کسی سے اختلاف کیا جائے یا کسی سے کسی قسم کا جھگڑا کیا جائے۔ جماعت احمدیہ بھی حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی سنت کے معدوم حصّوں کو زندہ کرنے والی جماعت ہے ۔ ایسی سنت کو اپنے کردار میں از سرِ نو زندہ کرنے کا عزم لے کر اٹھی ہے جس سنت کے حسین پہلوؤں کو بالعموم مسلمانوں نے بھلا رکھا ہے۔ پس اس پہلو سے دُنیا کے کسی انسان کے ذہن میں یہ وہم نہ رہے کہ جماعت احمدیہ بھی نعوذ باللہ من ذلک مشرق اور مغرب کی تقسیموں میں اور اختلافات میں یا سفید اور سیاہ کے اختلافات میں کسی قسم کا نسلی تعصب رکھتی ہے۔ کیونکہ نسلی تعصب اور اسلام بیک وقت ساتھ نہیں رہ سکتے پس جو بھی تنقید میری طرف سے کی جاتی رہی ہے اور کی جائے گی وہ اسلام کے اعلیٰ اخلاقی اصولوں کے پیش نظر ہے اور اس پہلو سے جو بھی تنقید کا سزاوار ٹھہرے گا۔ اس پر تنقید کی جائے گی مگر تکلیف دینے کی خاطر نہیں بلکہ حقائق سامنے رکھنے کے لئے اور معاملات سمجھانے کی خاطر۔ اس تمہید کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب بھی میں تبصرہ کرتا ہوں اپنے دل کو خوب اچھی طرح ٹٹول لیتا ہوں اور کبھی بھی کسی قسم کے تعصب کی بناء پر کوئی تنقید نہیں کرتا بلکہ خدا کے حضور اپنے دل کو پاک صاف کر کے حقائق اور سچائی بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ یہ سچائی بعض صورتوں میں بعض لوگوں کو کڑوی لگتی ہے، بعض صورتوں میں بعض دوسرے لوگوں کو کڑوی لگتی ہے۔ مگر اس میں ہماری بے اختیاری ہے۔ ہم محض تعصبات کی وجہ سے کسی ایک کا ہمیشہ ساتھ نہیں دے سکتے۔ ہمیشہ سچ کا ساتھ دیں گے، ہمیشہ کلام اللہ کا ساتھ دیں گے، ہمیشہ سنت نبویؐ کا ساتھ دیں گے اور جس نے ہمارا ہمیشہ کا دوست بننا ہے ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کلام اللہ کا دوست بن جائے، وہ سنت نبوی محمد ﷺ کا دوست بن جائے اور حق کا دوست بن جائے۔ سچائی کا دوست ہو جائے۔ ایسی صورت میں وہ ہمیں ہمیشہ اپنے ساتھ پائے گا۔

(خطبہ جمعہ ۱۱؍ جنوری ۱۹۹۱ء، فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

”اے لوگو اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھا کرو کیونکہ آدمی کی سب سے
افضل نماز وہ ہے جو وہ گھر میں پڑھتا ہے سوائے فرض نماز کے“

(حدیث نبویؐ، بخاری باب صلوۃ اللیل)

اخلاقی زوال اور معاشرتی بدعات کی بڑھتی ہوئی کثرت

حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:

”اے عزیزو! زمانہ ہر ایک جہت اور ہر ایک پہلو سے خراب ہو گیا ہے۔ اور لوگوں کو ہر قسم کے جرم اور گناہ نے گھیر لیا ہے۔ بدعات اور رذیل کاموں کی کثرت ہو گئی ہے اور اخلاق فاضلہ اور صفات حمیدہ کم ہو گئی ہیں۔ راست گوئی کبریت احمر کی طرح نایاب ہو گئی ہے۔ اور اخلاص کے ساتھ نصیحت کرنا سب سے مشکل خُلق ہو گیا ہے۔ دوسروں کی لغزشوں کی تلاش، خوبیوں اور نیکیوں کو چھپانا، احسان فراموشی کرنا، دوستیوں کو توڑنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنے کو لوگوں نے عادت بنا لیا ہے۔ دل سچی دوستی کی بجائے جنگ کی طرف مائل ہیں۔ انہوں نے محبت اور بھائی چارہ کے عہد کو توڑا اور وہ چیز اختیار کی جو تقویٰ اور پرہیز گاری کی سیرت کے خلاف ہے۔ وہ عورتوں کی طرف دوستی اور شدت محبت سے مائل ہوتے ہیں، اور اللہ سے جو کہ سب محبوبوں سے حسین تر ہے محبت نہیں کرتے۔ وہ زانی لڑکیوں کے دلدادہ ہیں اور گانوں اور گانے والیوں پر فریفتہ ہو گئے ہیں۔ تو دیکھتا ہے کہ مساجد ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی عورتوں سے خالی ہیں۔ وہ نوخیز لڑکوں کے چہروں میں لذت و سرور تلاش کرتے ہیں۔ اور ہمارے رب کو انہوں نے مہجور چھوڑ دیا ہے۔ وہ اس حقیر دنیا اور ریاکاری کے امور کے لئے مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔ اپنی خواہشات کے قصد نے مال خرچ کرنا ان کے لئے آسان کر دیا ہے۔ تو اُن میں سے بہتوں کو پائے گا کہ اُن کے سینے تنگ ہو گئے ہیں۔ اور اُن کا کبر اور غرور بڑھ گیا ہے وہ اپنی بیویوں اور خادموں کو زیادہ نمک ہونے اور آٹے کے پھلے ہونے جیسے معمولی قصوروں پر مارتے ہیں۔“

(لُجَّةُ النُّور اردو ترجمہ، صفحہ ۱۱۳-۱۱۴)

”خوب یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی بعض باتوں کو نہ ماننا اس کی سب باتوں کو ہی چھوڑنا ہوتا ہے۔“

(حضرت مسیح موعودؑ، ملفوظات، جلد ۳، صفحہ ۶۸)

قسط نمبر ۳
فلسفۂ نماز
از حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

... وضو یا تیمم جو بھی صورت ہو اس کے بعد مسلمان کو حکم ہے کہ اگر امن کی حالت ہو اور زمین پر ہو تو قبلہ رُو کھڑا ہو کر (بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التوجہ نحو القبلۃ) دونوں ہاتھ اٹھا کر اور ہاتھوں کو قبلہ رُو کر کے انگوٹھوں کو اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہتے ہوئے (جس کے معنے ہیں اللہ سب سے بڑا ہے) کانوں کی لوؤں تک لائے (ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب استفتاح الصلوٰۃ و نسائی کتاب الافتتاح الصلوٰۃ باب موضع الابھامین عند الرفي) اور اس نیت کے ساتھ کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا ہے دوسرے سب خیالات کو دور کر کے عبادت الٰہی کے خیال میں محو ہو جائے۔ اس طرح ہاتھ اُٹھانے میں علاوہ توجہ کے قیام کے یہ بھی حکمت ہے کہ یہ حرکت طبعی طور پر باقی سب امور کو ترک کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ پس اس حرکت سے مسلمان یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس وقت دنیا کے سب خیالات اور کاموں سے علیحدہ ہو کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو گیا ہے۔ ہاتھوں کی اسی قسم کی حرکت کی طرف غالب نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

کانوں پر ہاتھ دھرتے ہوئے کرتے ہیں سلام
جس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں

پس اس حرکت سے مومن گویا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ سب دنیا سے قطع تعلق کر کے اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس سے بیداری اور چُستی بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس کے بعد مسلمان اپنے سینہ پر ہاتھ باندھ لیتا ہے۔ (ابن خزیمۃ بروایت وائل بن حجر) گویا مؤدب ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے اور یہ عبارت کہتا ہے۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا إِلٰہَ غَیْرُکَ (ترمذی ابواب الصلوۃ باب مایقول عند افتتاح الصلوۃ و نسائی کتاب الافتتاح باب الذکر بین افتتاح الصلوۃ و بین القراءۃ) یعنی اے اللہ! تو ہر نقص سے جو تیرے مقام کے خلاف ہے پاک ہے اور ہر خوبی سے جو تیری شان کے لائق ہے متصف ہے اور تیرا نام تمام برکتوں کا جامع ہے اور تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اس کے بعد وہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھتا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ اے اللہ! میں ہر اُس بد روح سے جو تیری درگاہ سے دور کی گئی ہے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ اس کا اثر مجھ پر نہ ہو اور میں تیری درگاہ سے دور ہونے والوں میں شامل نہ ہو جاؤں۔ پھر وہ سورہ فاتحہ پڑھتا ہے (نسائی کتاب الافتتاح باب البداءۃ بفاتحۃ الکتاب قبل السورۃ و ایجاب قراءۃ فاتحۃ الکتاب) اس کے بعد وہ قرآن کریم کی کوئی سورۃ یا کم سے کم کسی سورۃ کا اتنا حصہ جو تین آیات پر مشتمل ہو پڑھتا ہے اور پھر اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ کر رکوع میں چلا جاتا ہے۔ (رکوع اسے کہتے ہیں کہ انسان اس طرح کمر سیدھی کرے کہ اس کا سر اور لاتوں کا اوپر کا حصہ ایک دوسرے کے متوازی ہو جائیں) جھک جاتا ہے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھ لیتا ہے اور لاتیں بالکل سیدھی رکھتا ہے ان میں خم پیدا نہیں ہونے دیتا۔ (نسائی کتاب افتتاح الصلوۃ باب الاعتدال في الرکوع) پھر اس حالت میں وہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِیْمِ کا فقرہ کہتا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ میرا رب جو اپنی شان کی وسعت میں سب سے بڑھ کر ہے تمام نقائص سے پاک ہے۔ یہ فقرہ کم سے کم تین بار یا اس سے زیادہ طاق عدد میں وہ دُہراتا ہے۔ (ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء في التسبیح في الرکوع) پھر سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہہ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس فقرہ کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر اس شخص کی دعا کو سنتا ہے جو سچے دل سے اس کی تعریف بیان کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ پوری طرح کھڑا ہو کر ہاتھ سیدھے چھوڑ کر یہ دعا مانگتا ہے کہ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ (نسائی کتاب التطبیق باب مایقول المأموم) یعنی اے میرے رب! سب تعریف تیرے ہی لئے ہے کثرت سے تعریف اور پاک تعریف جو سب تعریفوں

کی جامع ہے۔ اس کے بعد وہ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سجدہ میں چلا جاتا ہے۔

سجدہ اسے کہتے ہیں کہ انسان اپنی سات ہڈیوں پر زمین پر جھک جاتا ہے یعنی اس کا ماتھا زمین پر پوری طرح لگا ہوا ہو اس کے دونوں ہاتھ قبلہ رُوز مین پر رکھ ہوئے ہوں اور اس کے گھٹنے بھی زمین پر لگے ہوئے ہوں اور اس کے دونوں پاؤں بھی زمین پر لگے ہوئے ہوں اس طرح کہ دونوں پاؤں کی انگلیاں دبا کر قبلہ رُو کی ہوئی ہوں (مسلم کتاب الصلوۃ باب فی اعضاء السجود۔۔۔) اس حالت میں مسلمان سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہتا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ اے میرے رب! تو اپنی شان کی بلندی کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہے۔ یہ فقرہ وہ کم سے کم تین دفعہ یا اس سے زیادہ کسی طاق عدد کے مطابق کہتا ہے (ترمذی ابواب الصلوۃ باب ماجاء فی التسبیح فی السجود) اس کے بعد وہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اس طرح کہ اس کی بائیں لات تو تہہ ہو کر اس کے نیچے آجائے اور پاؤں لیٹا ہوا ہو۔ اور اس پر وہ سہارا لے کر بیٹھ جائے اور دائیں لات اس طرح ہو کہ ہو تو تہہ کی ہوئی مگر اس کا پاؤں اس طرح کھڑا ہو کہ انگلیاں قبلہ رُخ ہوں۔

اس وقفہ میں وہ یہ دعا پڑھتا ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (ابو داؤد بحوالہ مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب السجود وفضلہ) جس کے یہ معنے ہیں کہ اے میرے رب! میرے گناہ معاف کر اور مجھ پر رحم کر اور مجھے سب صداقتوں کی طرف رہنمائی بخش اور مجھے تمام عیبوں سے محفوظ رکھ اور مجھے اپنے پاس سے حلال و طیب رزق عطا فرما۔ (بعض احادیث میں وَاجْبُرْنِيْ اور بعض میں وَارْفَعْنِيْ آتا ہے یعنی اے میرے رب! میری تمام کمزوریوں کو دُور کر اور تمام نقصانات سے بچا۔ اور میرا قدم ہر گھڑی ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہے) اس کے بعد وہ پھر باآواز بلند اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر پہلے کی طرح سجدہ میں چلا جاتا ہے۔ اور پہلے سجدہ کی طرح دعا کر کے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اسے ایک رکعت کہتے ہیں اس کے بعد وہ پہلے کی طرح پھر ایک رکعت ادا کرتا ہے صرف اس فرق کے ساتھ کہ سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ والی دعا جس سے اُس نے نماز شروع کی تھی وہ اسے حذف کر دیتا ہے اور صرف سورۂ فاتحہ سے نماز شروع کرتا ہے۔...

(تفسیر کبیر جلد ۱، صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۳)

دنیا طلبی و غفلت شعاری

دنیا کی حرص و آواز میں کیا کچھ نہ کرتے ہیں
نقصاں جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں

زَر سے پیار کرتے ہیں اور دل لگاتے ہیں
ہوتے ہیں زَر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہیں

جب اپنے دلبروں کو نہ جلدی سے پاتے ہیں
کیا کیا نہ اُن کے ہجر میں آنسو بہاتے ہیں

پر ان کو اُس سَجَن کی طرف کچھ نظر نہیں
آنکھیں نہیں ہیں کان نہیں دل میں ڈر نہیں

دل میں مگر یہی ہے کہ مرنا نہیں کبھی
ترک اس عیال و قوم کو کرنا نہیں کبھی

اے غافلاں وفا نہ کند ایں سرائے خام
دنیائے دوں نماندو نماند بہ کس مدام

منقول از سُرمہ چشمِ آریہ ص۸۹ مطبوعہ ۱۸۸۶ء
از حضرت مسیح موعودؑ

KHUDDAM AND ATFAL

NATIONAL IJTIMA 2024

23 AUG FRI | 24 AUG SAT | 25 AUG SUN

REGISTER NOW **IJTIMA.CA**

BAITUL ISLAM

Message from Huzoor Anwar (aa)

Workshops
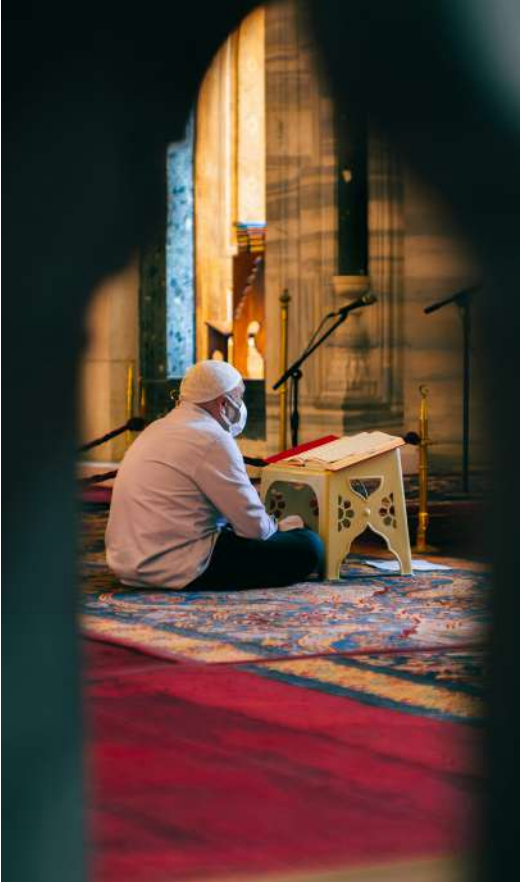
سنت نبوی ﷺ یعنی قرآن کی عملی صورت کی پیروی

حقیقت یہ ہے سب برائیوں کی جڑ سنت نبویؐ سے گریز ہے اور جب میں سنت نبویؐ کہتا ہوں تو مراد یہ ہے کہ قرآن کریم کی عملی صورت سے گریز ہے۔

ماخوذ از خطبات طاہر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”...حقیقت یہ ہے سب برائیوں کی جڑ سنت نبویؐ سے گریز ہے اور جب میں سنت نبویؐ کہتا ہوں تو مراد یہ ہے کہ قرآن کریم کی عملی صورت سے گریز ہے۔ بسا اوقات ایک انسان قرآن کریم کے خلاف بغاوت نہیں کرتا اور بظاہر یہ یقین رکھتا ہے کہ میں سارے قرآن پر ایمان لاتا ہوں کیونکہ وہ لفظوں میں تعلیم ہے اور لفظوں میں تعلیم خواہ کتنی ہی سخت کیوں نہ ہو جب تک عمل میں نہ ڈھلے اس کی سختی پوری طرح محسوس نہیں ہوتی۔ اس لئے قرآن کریم کے خلاف بغاوت نہ کرتے ہوئے بھی سنت کو اختیار کرنا ایک بہت ہی مشکل کام ہے کیونکہ قرآن کریم کے لفظ جب عمل میں ڈھلتے ہیں تو اس کا نام سنت محمد مصطفیٰ ﷺ بن جاتا ہے اس لئے قرآن کو عمل میں ڈھالنا یہ ایک بہت ہی مشکل کام ہے اور سنت کی پیروی بظاہر ثانوی درجہ رکھتی ہے لیکن اس پہلو سے اوّلیت اختیار کر جاتی ہے کہ قرآن کی لفظی پیروی کے مقابل پر سنت کی عملی پیروی بہت ہی زیادہ مشکل کام ہے۔ تو معاشرہ میں بھی جتنی خرابیاں ہیں ان میں سے ہر ایک کی تان اسی بات پر جا کے ٹوٹے گی کہ سنت نبویؐ سے گریز کیا گیا ہے اور بعض قسم کے اعمال میں مبتلا ہوتے ہوئے یہ سوچا ہی نہیں گیا کہ اگر آنحضرت ﷺ اس صورت حال میں ہوتے تو ان کا کیا ردعمل ہوتا؟ آپ نے کیا نمونہ دکھانا تھا؟ اور وہ نمونہ اتنا واضح ہے اتنا کھلا کھلا ہے اس میں کوئی بات بھی پوشیدہ نہیں اور ہر مسلمان کے لئے یہ آسان ہے کہ اس نمونے پر نظر ڈالے، اس کا تصور کرے اور اس کے مطابق اپنی زندگی ڈھالنے لگے۔ جتنے جھگڑے قضاؤں میں جا رہے ہیں اگرچہ سارے جھگڑے قضاؤں میں نہیں جا رہے مگر جتنے بھی قضاؤں میں جھگڑے جا رہے ہیں ان میں سے ہر جھگڑے کا تجزیہ یہی ہوگا کہ فریقین میں سے دونوں کسی نہ کسی پہلو سے سنت سے گریز کر رہے ہیں۔

...اعلیٰ خلق محض کوئی جذباتی نرمی کا نام نہیں ہے محض جذباتی نرمی بعض لوگوں کو بیماریوں کے طور پر ملا کرتی ہے۔ بعض بوڑھے ہیں بچارے وہ ہر بات پہ رو پڑتے ہیں ان سے برداشت ہی نہیں ہوتا ہے، بعض لوگ ہیں جو ہنستے ہی رہتے ہیں ہر وقت لوگ کہتے ہیں کہ یہ بڑا حسین خلق والا آدمی ہے، بڑا خلیق ہے، بہت ہنستا ہے لیکن جہاں بھی ذرہ سی آزمائش ہوگی ایسا ہنسنے والا آدمی بعض دفعہ ایسا برا نمونہ دکھاتا ہے کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے۔

یہ بیماریاں ہیں تو خلق کا تعلق حکمت کاملہ سے ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کامل حکمت کی بات نہ ہو اور وہ اچھا خلق ہو۔ پس آنحضرت ﷺ کے متعلق جو قرآن کریم فرماتا ہے یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ (جمعہ ۳:) اس میں حکمت کا تعلق خلق سے ہے اتنا ہر آپ کے فعل کے پیچھے حکمت کا سمندر موجزن ہوا کرتا تھا کہ کوئی ایک بھی فعل حضور اکرمؐ کی زندگی کا ایسا نہیں کہ جس کا تجزیہ کریں آپ تو اس نتیجے پر نہ پہنچیں کہ کامل عقل والے نے سوچ کر یہ نمونہ بنایا ہے معلوم ایسے ہی ہوتا ہے کہ سوچ کر بنایا ہے۔ لیکن جب ذہن صحیح راستوں پر چل پڑے، جب ذہن متقی

ہو جائے، جب صحیح فیصلہ کے خلاف سوچ کسی اور طرف چل ہی نہ سکتی ہو تو پھر یہ خلق بن کر اعضاء میں اس طرح داخل ہو جاتی ہے بات کہ ہر بات سوچ کر پھر نہیں کی جاتی خود بخود ظاہر ہونے لگتی ہے آپ کو پس آنحضرت ﷺ کی زندگی حکمت کاملہ کا ایک معجزہ تھی اور ایسی حکمت کاملہ آپ کو عطا ہوئی تھی جو صرف دماغ میں نہیں رہتی تھی آپ کے اعضاء میں سرایت کر گئی تھی آپؐ کے ہر زندگی کے رد عمل میں داخل ہو چکی تھی اور اسی لئے آپ سے حسین ترین اخلاق رونما ہوئے۔

... پس یاد رکھیں کہ حسن کامل یعنی اخلاق کا حسن کامل، حکمت کاملہ کے نتیجہ میں رونما ہوتا ہے اور جتنا کوئی غبی اور بیوقوف ہو گا اتنا ہی زیادہ بد خلق ہو گا۔ سوچ کے نتیجہ میں بھی حسین اخلاق پیدا ہو سکتے ہیں اور سنت محمد مصطفی ﷺ میں جذب ہونے کے نتیجہ میں بھی خود بخود وہ اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ سوچ کے نتیجہ میں انسان غلطیاں کر سکتا ہے کیونکہ ہر شخص کی سوچ کامل نہیں ہوا کرتی اس لئے سوچ کے نتیجہ میں، تدبر کے نتیجہ میں جو اخلاق پیدا ہوں گے ان کی ضمانت کوئی نہیں لیکن سنت کی پیروی کے نتیجہ میں جو اخلاق پیدا ہوتے ہیں ان کی کامل ضمانت ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ تم میں محمد مصطفی اسوہ حسنہ ہیں۔ پس جس کے اعمال کو خدا حسین قرار دے دے اللہ کی محبت کی اور رضا کی آنکھ جس کے اعمال پر پڑتی ہو اس میں کسی غلطی کی ٹھوکر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

پس آپ کے لئے ضرورت نہیں کہ مزید سوچیں سوچیں، مزید تدبر کریں، غور و فکر کریں کہ ہم کس طرح اپنے اخلاق کو حسین بنائیں۔ آپ کا تو صرف اتنا کام رہ گیا ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کی سنت سے واقف ہوں اور اس سے محبت کریں اور اس محبت کی نتیجہ میں آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کو اپنانے لگ جائیں اگر حسین سے محبت ہو جائے تو لازماً اس کا حسن محبت کرنے والے میں بھی سرایت کرنے لگتا ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ کی سنت سے آپ کو محبت ہو جائے تو اسکا لازم یہ نتیجہ نکلے گا کہ جن باتوں میں آپ کو سنت کا علم نہیں بھی ہو گا ان باتوں میں بھی آپ سے سنت والے اعمال رونما ہونے لگ جائیں گے۔ یہ ایک فطرتی نتیجہ ہے کل سے محبت کرنے کا کہ جزء درست . لگتے ہیں خواہ بعض اجزاء کا علم نہ بھی ہو۔"

(خطبات طاہر جلد ۵، صفحہ ۹۲-۹۳، ۱۰۰-۱۰۲، خطبہ جمعہ ۳۱ جنوری ۱۹۸۶ء)

ضرت عمر فاروقؓ کا ایک قول ہے کہ

حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا

کہ بندے کو ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے قبل اس کے کہ کوئی اور حساب کتاب لے۔

لباس التقویٰ (محاسبۂ نفس)

اے میری الفت کے طالب!
یہ میرے دل کا نقشہ ہے

اب اپنے نفس کو دیکھ لے تُو
وہ ان باتوں میں کیسا ہے

(کلام محمود)